بسم اللہ الرحمن الرحیم

حب وطن از ملک سلیمان خوشتر — خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بمصر پادشاہی می کرد — می گفت گدا بودن کنعاں خوشتر

پانزدہ روزہ

کاکوری اخبار

جلد | کاکوری دوشنبہ ۱۶ راگست ۱۹۳۷ء مطابق ۸ رجمادی الثانی ۱۳۵۶ھ | نمبر ۸

ادبیات

(از مرزا سکندر بیگ صاحب قمر کاکوروی)

یہ غزل شہنشاہ معظم و ملکہ معظمہ ہند کی تخت نشینی کے جشن کے سلسلہ میں جو مشاعرہ ہوا تھا پڑھی گئی تھی جسکے حسب ذیل اشعار حاضرین نے پسند کئے تھے۔ (اڈیٹر)

چار دن پہلے حسینوں کو حجاب آتا ہے — اپنے آنے کی خبر دیکے شباب آتا ہے
منہ چھپاتے ہیں وہ محشر میں چھپاتے ہیں نظر — اپنے مقتول تمنا سے حجاب آتا ہے
مست ہو جاتا ہوں جب فصل بہار آتی ہے — جھوم جاتا ہوں نظر جب لب جام شراب آتا ہے
پرنے اُڑتے ہوئے بردوش صبا آتے ہیں — نامہ شوق گیا دل پہ جواب آتا ہے
پھر تو خیر اپنا بھی زمانے میں کوئی — ساتھ دیتا نہیں جب وقت خراب آتا ہے
میری میت پہ بے پاؤں سمیٹے دامن — منہ چھپائے ہوئے اک مست شباب آتا ہے
کاش وہ آکے ذرا شکل دکھا دیں مجھ کو — اس تمنا سے مری آنکھ میں خواب آتا ہے

کیسی توبہ ہے کہ پی جاتا ہے توبہ توبہ
قمر کے سامنے جب جام شراب آتا ہے

زریں اقوال

کسی دوسرے دل کو فتح کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم اپنا دل اس کام میں لگا دو۔

ظاہری تعلقات باطنی تعلق کی ہلکی سی جھلک بھی نہیں دکھا سکتے۔

کتنے ہی راز کھل جانے پر بھی راز ہی رہتے ہیں۔

ہر شخص دوسروں کے لئے ایک سربستہ راز ہے۔

اچھی شادی آدمی کے لئے پرِ پرواز ہے۔ بری شادی زنجیر پا۔

انگلستان کی لڑکیاں جس سے دل لگی کرتی ہیں اُس سے شادی نہیں کرتیں۔

حکمت عملی قوت سے زیادہ کام کرتی ہے۔

ترازو اپنا کام میں سونے اور پیسے کا امتیاز نہیں کرتی۔

کوئی آئینہ ایسا نہیں جس نے عورت سے یہ کہا ہو کہ تو بدصورت ہے۔

دردِ سر کا علاج تاج سے نہیں ہوتا۔

برف کو پگھلا دو یا اُبالو سوائے پانی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد | کاکوری اخبار | نمبر

نتائج امتحانات ۳۴ء پر سرسری نظر

ہمارے قصبہ کی تعلیمی رفتار کا جہانتک تعلق ہے وہ بفضلہ تعالیٰ حوصلہ افزا کہی جاسکتی ہے اور غالباً اپنے ہمعصر قصبوں میں امتیازی خصوصیت بھی رکھتی ہو۔ ہم آخر میں امتحانات کے اعداد شمار بھی پیش کر دینا چاہتے ہیں تاکہ ناظرین خود اندازہ کر سکیں کہ تعلیم حاصل کرنے کا جہانتک تعلق ہے اسمیں ہمارا قصبہ اکثر شہروں کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن اب دیکھنا یہ ہے کہ ان ڈگریوں اور سرٹیفکٹوں کے حصول کے بعد اقتصادی حیثیت سے قصبہ کو کیا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور وہ بیچارے جنھوں نے نہ معلوم کتنی دقتوں سے اعلےٰ تعلیم کے مدارج حاصل کئے اور اب کامیابی کے درجوں پر پہونچے ہیں وہ لوگ کس حد تک اپنے مقاصد و عزائم میں کامیاب ہوتے ہیں۔

ہمارے قصبہ کا معیار ترقی ابتدا سے ملازمت ہی کو سمجھا گیا اور اسمیں شک نہیں کہ بزرگان وطن نے اپنے زمانہ میں نہ صرف سرکار انگریزی میں بلکہ دیسی ریاستوں میں بھی بڑے بڑے عہدے حاصل کئے اور وکالت میں بھی کامیاب رہے۔ لیکن وہ زمانہ گذر چکا اب انتہائی مقابلہ کا دور ہے۔ ہر ہر صیغہ اور ہر ہر چیز میں نہ صرف اپنوں بلکہ دیگر قوموں سے مقابلہ ہے جسمیں کامیابی حاصل کرنے کو کامیابی کہا جا سکتا ہے اور مستقبل قریب میں تو اور بھی سخت آزمائش سے گذرنے کی بظاہر صورتیں معلوم ہوتی ہیں۔

ہم نہیں کہہ سکتے کہ کتنے طالب علم جو اس سال امتحانات پاس کر چکے ہیں کیا عزائم رکھتے ہیں لیکن جہانتک اندازہ کیا گیا ہے اور بعضوں سے گفتگو بھی ہوئی ان کا رجحان طبع ملازمت ہی کی جانب معلوم ہوتا ہے یا بمجبوری گئے یا دفع الوقتی وکالت کا امتحان پاس کرنا چاہتے ہیں۔

ہم کو اسوقت اس سے بحث نہیں کہ ان لوگوں نے اپنے مستقبل کے متعلق جو کچھ سوچا اور طے کیا ہے وہ مستحسن ہے یا غیر مستحسن ہم کو اسوقت یہ دیکھنا ہے کہ ان کامیاب طلبہ میں کتنے ایسے ہیں جن کو ٹھوس تعلیم حاصل ہوئی ہے۔ اور اپنی مادری زبان پر کس حد تک عبور پیدا ہوا ہے۔ ہندوستان کے تمام ماہران تعلیم کی متفقہ رائے ہے کہ نصاب تعلیم اسقدر ناقص ہے کہ ابتدا سے لیکر انتہا تک وہ استعداد جو ایک طالب علم کے لئے ضروری و مفید ہو حاصل نہیں ہو سکتی ایسی حالت میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ کہانتک ہمارے یہاں کے طلبہ میں ٹھوس علمی استعداد پیدا ہوئی ہے کہ وہ مقابلہ کے امتحانات میں شرکت کر سکیں یا قانون کا امتحان پاس کرنے کے بعد کامیاب وکیلوں میں شمار ہوں۔

اس سال کی فہرست میں یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ قصبہ کے نوجوانوں نے زراعت کی تعلیم حاصل کرنے کی جانب بھی توجہ کی ہے اسی طرح دیگر شعبہ جات کی طرف بھی توجہ کی جائے اور صنعت و حرفت کے مدارس میں بھی نوجوانان وطن کو داخل ہونا چاہئے کیونکہ اب وہ زمانہ نہیں رہا ہے کہ ہم صرف ملازمت ہی کو معیار ترقی سمجھ لیں۔ کبھی فرصت میں ہم انشاء اللہ اس ضروری بحث پر پورے طور پر اظہار خیال کرینگے۔

اعداد و شمار نتائج امتحانات بابتہ ۳۴ء

امتحان	تعداد طلبہ	پاس ہوئے	فیل ہوئے	کیفیت
ایل۔ ایل۔ بی (فائنل)	۱	۰	۱	
،، ،، (پریوس)	۲	۱	۱	
ایم۔ اے (فائنل)	۳	۳	۰	تینوں درجہ دوم میں
ایم۔ ایس سی (،،)	۱	۱	۰	،، ،،
،، ،، (پریوس)	۱	۰	۱	
بی۔ ٹی (فائنل)	۱	۱	۰	

امتحان	شامل ہوئے	کامیاب ہوئے	ناکام ہوئے	کیفیت
بی۔اے (فائنل)	۱۰	۸	۲	اول ا۔ دوم ۳۔ سوم ۴
" (سال اول)	۱	۱	۰	
ایف۔اے (فائنل)	۱۱	۷	۴	دوم ۴ ۔ سوم ۳
" (سال اول)	۲	۲	۰	
ایل۔سی۔پی اینڈ ایس (ڈاکٹری)	۱	۰	۱	
اے۔جی۔ زراعت اعلیٰ	۲	۲	۰	
ادنیٰ	۱	۱	۰	
میٹرک (فائنل)	۱۲	۸	۴	دوم ۴ ۔ سوم ۴
" (جونیر)	۸	۵	۳	
فاضل ادب	۱	۱	۰	درجہ دوم میں
دبیر کامل	۱	۰	۱	
" ماہر	۱	۱	۰	ایک لڑکی شریک ہوئی تھی درجہ دوم میں کامیاب ہوئی
طب یونانی (سال اول)	۱	۱	۰	
دی۔ٹی۔سی (تعلیم)	۱	۱	۰	درجہ دوم میں
انگریزی مڈل	۱۱	۱۱	۰	

(بقیہ صفحہ ۲۔ کالم ۲)

ایک دن غریب حامد تھکا ماندہ شام کو گائے چرا کر لوٹا۔ جب وہ اپنے جھونپڑے کے قریب پہونچا تو اُس نے اندر آدمیوں کا ایک جگھٹا دیکھا۔ زمین پر ایک پھٹی پرانی دری حمیدہ نے بچھا دی تھی اُسپر یہ لوگ بیٹھے تھے اور نعیم تو کرتا میں لیٹا پڑا بھولا جھول رہا تھا۔ حامد اندر داخل ہوا اور مزاج پرسی کے بعد بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد انہیں سے ایک عورت نے جو بڑھی تھی کہا "بیا حامد ہم تمھارے یہاں خاص غرض سے آئے ہیں اگرچہ تمھیں بہت غم ہے لیکن سمجھو تو کہ دنیا میں جو آیا ہے اُسے ایک دن مرنا ہے اگر تمھارا یہی حال رہا تو کچھ دنوں میں تمھاری جان پر بن جائے گی۔ اور پھر ان بچوں کا

نقوش

قابل توجہ جیرمین صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ لکھنؤ:۔ سرکاری و نیم سرکاری عمارتیں عموماً ٹھیکہ پر بنا کرتی ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ تعمیر ختم ہونے کے بعد انجینیر صاحب معائنہ کرکے تکملہ عمارت کا سرٹیفکٹ دیتے ہیں اور برسات کے زمانہ میں جبکہ پہلا پانی زور کا برس چکتا ہے تو انجینیر یا اور سیر اُس عمارت کو دیکھتے ہیں کہ کوئی نقصان تو نہیں پہونچا ہے۔ کاکوری مسلم گرلز اسکول کی عمارت آخر اپریل یا شروع مئی ۱۹۳۸ء میں بنکر تیار ہوئی ہے۔ پہلی بارش میں عمارت کو تو نقصان نہیں ہوا لیکن جس اراضی کو ہموار کیا گیا تھا وہ دھنس گئی جس کی وجہ کر بنیادوں میں پانی جذب ہو رہا ہوگا۔ نیز جو راستہ ٹھیلے کے جانے کے لئے بنایا گیا تھا وہ اسقدر خراب ہوگیا ہے کہ ٹھیلہ تو اُسپر سے گذرنا ناممکنات سے ہے بلکہ جسوقت بارش ہوتی ہے تو بیچاری لڑکیوں کا مدرسے ٹھیلہ تک پہونچنا دشوار ہوتا ہے۔ یکم جولائی سے پہلے یعنے مدرسہ کھلنے سے قبل ہی کی بارش سے راستہ میں خرابیاں پیدا ہوچکی تھیں جس کو ڈپٹی و سب ڈپٹی انسپکٹر صاحبان مدارس اپنے دورہ میں دیکھ بھی چکے ہیں اور مسز لوتھر لیڈی سپرنٹنڈنٹ نے کئی بار دیکھا لیکن اسوقت تک کوئی توجہ درستی کی جانب نہیں کی گئی جس کی وجہ سے لڑکیوں کی آمد و رفت میں سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ ہم پر زور طریقہ پر افسران متعلقہ کو توجہ دلاتے ہیں کہ جلد اس ضروری شکایت کا ازالہ کیا جائے۔

کیا حال ہوگا۔ دل کو سخت کرو اپنی اور اپنے بچوں کی آرام و آسائش کی فکر کرو یہ بچے خراب ہو رہے ہیں انکے بدن پر چیتھڑا تک نہیں ہے اس طرح سے کب تک گذر ہوگی۔ اسوقت مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم سلیمہ سے شادی کرلو وہ بہت امیر ہے اور بیوہ بھی ہے۔ اگر تم راضی ہو تو ہم کوشش کریں پھر وہ تمھارے بچوں کو سنبھال لے گی اور تم بھی (بقیہ صفحہ ۵ پر)

بزرگان وطن

(از سید منیف الدین احمد سلمہ)

مولوی محمد عماد الدین خاں مرحوم :- آپ مولوی محمد رشید الدین خاں صاحب خلف اکبر جناب مفتی خلیل الدین خاں صاحب بہادر سفیر اودھ کے منجھلے صاحبزادے تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۱ صفر ۱۲۸۳ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۱۸۶۶ء بروز پنجشنبہ بمقام کاکوری ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر ہی پر ہوئی اسکے بعد تکیہ شریف پر درس لینے جانے لگے۔ آپ کو فارسی میں اچھی قابلیت تھی اور عربی بھی جانتے تھے۔ شاعری سے آپ کی طبیعت کو مناسبت تھی۔ پہلے صابر تخلص تھا پھر مہر کرنے لگے تھے۔ مشاعروں میں (جو اکثر آپ کے زیر اہتمام کوٹھی دباغ حظیرہ میں ہوتے تھے) غزل پڑھتے اور یوں بھی کبھی کبھی کچھ فرمایا کرتے تھے۔ افسوس ہے کہ آپ کے کلام کا کوئی معتدبہ حصہ دستیاب نہ ہو سکا۔ کبھی کبھی تاریخ بھی کہتے تھے۔ ایک قصیدہ مہاراجہ دگبجے سنگھ والی ریاست بلرامپور (اودھ) کی صحتیابی کے موقع پر لکھا تھا جس کو سنکر مہاراجہ صاحب بہت خوش ہوئے تھے اور انہوں نے ایک ہیرے کی انگوٹھی آپ کو انعام میں دی تھی۔ آپ نثر بھی خوب لکھتے تھے۔ ایک افسانہ موسومہ "آئینہ دانائی" لکھنا شروع کیا تھا اور پندرہ جزو سے زائد لکھ چکے تھے کہ زندگی نے وفا نہ کی اور فسانہ ناتمام رہا (مسودہ کے متفرق اوراق موجود ہیں)

آپ نہایت وجیہ و خوشرو جوان تھے۔ خودداری و صاف گوئی آپ کے مزاج میں خلقی تھی۔ آپ بہت رحم دل، شاکر و قانع واقع ہوئے تھے اور بہت مستقل مزاج تھے۔ جس کام کا ارادہ کرتے اسکو پورا کرکے چھوڑتے۔ آپ زندہ دل بھی تھے اور بذلہ سنج بھی چنانچہ آپ کے دوست و احباب اور ناظرین آپ کے اوصاف حمیدہ اور طرز عمل کے ہمیشہ ثنا خواں رہے۔ انتظامی امور میں آپ کو خاص درک تھا۔ بڑے مہمان نواز اور اولوالعزم تھے۔ آپ بہت خوش پوشاک تھے اور لباس میں خاص اختراعات فرماتے رہتے تھے۔ گھوڑے کی سواری سے آپ کو بہت ذوق تھا اور خوب بیٹھتے تھے۔

اپنے والد کے انتقال کے بعد آپ نے گھر سے نکلنے کا ارادہ کیا اور وکالت کا امتحان (جس کے لئے آپ خفیہ طور پر تیاری کر رہے تھے) دینے الہ آباد تشریف لے گئے مگر جب امتحان وکالت میں ناکامیابی ہوئی تو آپ کو ملازمت کا شوق ہوا اور اپنی والدہ محترمہ سے اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ جناب ممدوحہ نے کہیں باہر جانے سے منع فرمایا لیکن آپ ایک دن ضلع کانپور اپنے مواضعات پر جانے کا خیال ظاہر کرکے کاکوری سے تشریف لے گئے اور لکھنؤ پہونچکر صاحب کمشنر سے ملے اور اپنے حقوق کا (جن کی وجہ سے آپ کے یہاں دو پشت تک دنیز بعد وفات آپ کی جناب والد ماجد کے آپ کی جناب والدہ ماجدہ کے نام پنشن سرکار انگریزی سے جاری رہی تھی) اظہار فرمایا صاحب کمشنر نے ایک سفارشی چٹھی ڈپٹی کمشنر بارہ بنکی کے نام لکھ دی جنہوں نے آپ کی وضع و قطع اور لباس کو دیکھ کر اظہار تعجب کیا کہ کیا ایسے نوجوان بھی ملازمت سرکاری کر سکتے ہیں (آپ ہمیشہ گھر پر مقیم رہتے تھے لہذا قصبات کے شرفا جیسا لباس اس زمانہ میں مثل چکن وغیرہ پہنتے تھے آپ بھی زیب بر کئے ہوئے تھے) اور کہا کہ آپ تو بہت آرام طلب معلوم ہوتے ہیں آپ سے نوکری کیا ہو گی دنیز آپ کے لباس وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کو چنداں ملازمت کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ آپ نے فوراً نہایت صاف گوئی اور خلقی جسارت سے کام لیکر فرمایا کہ "آپ میرے لباس کا خیال نہ فرمایئے میں گھر سے نوکری کرنے کے ارادہ سے نکلا ہوں اور یہ قصد میں نے اسلئے کیا ہے کہ مکان پر پڑے پڑے کاہل نہ ہو جاؤں جیسا کہ امیرزادے ہو جاتے ہیں، ساتھ ہی اپنے حقوق و تعلقات انگریزی کا بھی خیال ہے اگر آپ چھوٹی سے چھوٹی جگہ بھی مجھ کو دیں گے تو میں منظور کروں گا کیونکہ مجھ کو

کابل سے بچنا اور باکار و مستعد بننا ہے" صاحب آپ کی برجستہ جوابی سے بہت خوش ہوئے اور اسی وقت انھوں نے آپ کا تقرر کورٹ آف وارڈس کی ضلعداری پر کر دیا۔ اس خدمت کو آپنے نہایت نیکنامی و مستعدی سے انجام دیا اور سالانہ دربار کے موقعوں پر انعامات کے مستحق قرار پائے۔ پھر تھوڑے عرصہ کے بعد نائب سربراہ کاری پر ترقی یاب ہوئے بہت جلد سربراہ کاری یا نائب تحصیلداری میں انتخاب ہونے کی امید تھی لیکن آپ کی زندگی نے وفا نہ کی اور اس خدمت نائب سربراہ کاری پر تھوڑے ہی عرصہ کام کیا تھا کہ بارگاہ رب العزت میں آپ کی طلبی ہوئی اور آپنے رخت سفر باندھا یعنے ۲۵ر رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ مطابق ۳ر اپریل ۱۹۲۶ء بروز سہ شنبہ بعمر ۳۵ سال بعارضہ ورم جگر چند روز علیل رہکر انتقال فرمایا (خال اکرم مولوی سید مقبول الدین علوی صاحب نے فی البدیہ مادہ تاریخ نکالا "فایض جنان شد") اپنی جناب والدہ کے پائیں اور منجھلے چچا جناب مولوی میر الدین خاں صاحب کے پہلو میں بمقام باغ حظیرہ دفن ہوئے۔

آپ کو جناب حضرت حافظ شاہ علی انور قلندر قدس سرہ العزیز سے بیعت تھی اور ممدوح کے آپ بہت معتقد مریدین میں تھے آپ کی شادی آپ کے چھوٹے ماموں جناب قاضی محمد عابد علی خاں صاحب کی چھوٹی بیٹی سے بڑے دھوم دھام سے بتاریخ ۱۲ر ربیع الاول ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۲ر فروری ۱۹۱۱ء بروز دوشنبہ ہوئی تھی۔ اولادیں آپ کے کئی ہوئیں مگر اسوقت صرف دو صاحبزادہ بقید حیات ہیں۔

آپ کے کلام کے حسب ذیل چند اشعار آپ کے دوست جناب مولوی محمد قاسم صاحب قیصر کاکوروی (دولی نگر) کی بیاض سے محترم مولوی محمد عاصم صاحب قیس نے عنایت فرمائے ہیں:۔

باد نزہت سے لئے آتی ہے اڑتے بادل
بڑھ بڑھ کے دکھاتی ہو فلک پر شعل

ساقیا دیر نہ کر۔ بادۂ رنگیں بھر کر
اپنے صدقہ میں نکلنے مرے منھ سے بڑھل

قطعہ

لاکھ بار اس طرف سے ہیں گذرے ہیں
دفن جس جا شہید الفت ہے
فاتحہ در کنار یہ نہ کھلا
مر گیا کون۔ کس کی تربت ہے

غزل

فرقت ساقی میں کب اک دم مجھے آرام ہے
مردوں سے بدتر ہوں میں زندہ میں برائے نام
بیخودی میں لب پر میرے ہے انا الحق کی صدا
تب سے ساقی نے دیا عرفان کا مجھے جام ہے
عشق میرا چاہتے ہو غیر سے پنہاں رہے
کس لئے کرتے ہو کوشش یہ تو شہرت عام ہے
گل کھلے جاتے ہیں، بلبل گرم اظہار و نیاز
جلوہ افزا آج گلشن میں کوئی گلفام ہے
ہے صبا بادۂ رنگ گل ساغر دا بر و بہار
اسکے پہلو میں نہیں وہ ساقی گلفام ہے
گرم صحبت غیر سے ہو کر جلاتے ہو مجھے
غور کچھ دل میں کرو انصاف کا یہ کام ہے

(بقیہ صفحہ ۳)

اس مشقت سے بچ جاؤگے۔ صابر نے زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر اسکو انتہائی صدمہ پہونچا وہ سوچنے لگا کہ لوگ کیسے بے وفا ہو جاتے ہیں جن کے دل میں ایک کے بعد دوسرے کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک سے وعدہ کرکے وعدہ خلافی کرتے ہیں اور بھلا کیونکر انکی نظر عنایت ذرا سی دیر میں پھر جاتی ہے۔ سیکے بعد دیگرے بڑے بڑے خیالات اسکے دل میں آرہے تھے۔

(باقی آئندہ)

پرستار محبت

(از حسن ابن ضیا صاحب علوی کاکوروی)

(۱)

حامد ایک غریب چرواہا تھا۔ وہ ایک گاؤں میں جو دریا کے کنارے ایک چھوٹی سی پہاڑی پر آباد تھا رہتا تھا۔ یہ سب جانتے ہیں کہ پہاڑی زمین پر چراگاہ ہی مشکل ہے۔ اس لئے بیچارے حامد کی مالی حالت خراب تھی۔

حامد کی بیوی صابرہ کو مرے ہوئے چار ماہ ہو چکے تھے۔ اگرچہ میاں کو بیوی سے جدا ہوئے عرصہ ہو چکا تھا مگر ابتک بیوی کی محبت اسکو نڈھال کئے ہوئے تھی۔ وہ واقعی بیوی کی محبت کا سچا پجاری تھا۔ بیوی کے بعد اب اسکے لیے دنیا میں کوئی راحت کا ذریعہ باقی نہ تھا اور نہ اُسے اب کوئی مسرت تھی۔ اگرچہ ابھی وہ بڈھا نہ تھا مگر غم کی وجہ سے اُسکے چہرہ پر جھریاں پڑ گئی تھیں۔ اور اسکی کمر جھک گئی تھی۔ پھر بھی اگر وہ زندہ تھا تو اپنے بچوں کی وجہ سے جنکو دیکھکر اسکو کچھ تسکین ہوتی تھی کیونکہ یہ ننھے بچے اسکی بیوی کی آخری نشانی تھے۔ اسکے دو بچے تھے۔ حمیدہ سب سے بڑی تھی جسکی عمر ۱۰ سال کی تھی اور نعیم چھوٹا تھا جسکی عمر ابھی صرف ۴ سال کی تھی۔ حامد کے لئے یہ زمانہ نہایت مصیبت کا تھا روزی کمانے کی مصیبت کیا کم تھی کہ اب بچوں کی خبر گیری بھی اُسی کے سر آپڑی۔ حمیدہ اگرچہ سمجھدار تھی مگر پھر بھی بچہ تھی۔

صابرہ ۱۲ سال حامد کی بیوی رہی جیسے حامد خوبصورت تھا ویسے ہی صابرہ بھی تھی۔ مگر غربت نے انھیں اپنے حسن کے اظہار کا موقع نہ دیا۔ اگر صابرہ چاہتی تو اُسے دولتمند شوہر مل سکتا تھا۔ اور حامد اگر ڈھونڈھتا تو مالدار بیوی ملنا مشکل نہ تھا۔ مگر دونوں محبت کے پجاری تھے۔ اور یہ محبت امیروں میں ہونا ممکن نہیں۔ کیونکہ امیر عیش کے بندے ہوتے ہیں۔ انکے یہاں شادی بیاہ بھی محض ایک کھیل ہوتا ہے جسے وہ کھیلتے ہیں اور جب اس کھیل سے طبیعت بھر جاتی ہے تو دوسرا مشغلہ تلاش کر لیتے ہیں۔ اسی لئے حامد و صابرہ نے خواہش زر و مال اور تمنائے عیش و آرام کو محبت پر قربان کر دیا اور دونوں ایک دوسرے کے رنج و راحت کے ساتھی بن گئے۔ جب اُنکی شادی کی ہوا گاؤں میں اُڑی تو لوگ حیران تھے۔ سب کہتے تھے کہ مانا یہ شادی محبت نے کرائی ہے مگر جب پیٹ بھرنے کو روٹی نہ ہوگی اور تن ڈھکنے کو کپڑا نہ ملا تو ایسی محبت کیا کام آئے گی۔ اور جب بچے ہونگے تو کیا محبت ہی اُنھیں کھانا کھلائے گی اور پالے پوسے گی۔ مگر وہ اسقدر ایک دوسرے کی محبت میں سرشار و مدہوش تھے کہ انھیں کسی کے کہنے سننے کی ذرہ بھر پرواہ نہ ہوئی۔ محبت اُنکے رگ و ریشے میں سمائی ہوئی تھی۔ محبت سے انکا ٹوٹا پھوٹا جھونپڑا منور تھا اور اُنکے لئے قصر معلوم ہوتا تھا۔

جسوقت صابرہ مرنے لگی اُس نے حامد کا کانپتا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا کہ یہ کہنے کی ضرورت نہ تھی کہ تم اب شادی نہ کرنا اور بچوں کی خبر گیری اچھی طرح کرنا کیونکہ یہ بے ماں کے ننھے بچے ہیں انھیں دُکھ نہ دینا" دونوں خوب جانتے و سمجھتے تھے کہ ایک کے بعد دوسرے کی زندگی میں کوئی خوشی باقی نہیں رہ جائے گی۔ صابرہ کے مرنے کے بعد حامد کے لئے دنیا تلخ تھی —— اب حامد دن و رات سخت محنت کرتا تھا جس کی وجہ سے وہ بہت دُبلا ہو گیا تھا اسکے ہمسائے نیک تھے۔ امیر امیروں کے دشمن ہوتے ہیں لیکن غریب غریبوں کے بہترین دوست ہوا کرتے ہیں۔ صابرہ کے مرنے کے بعد ہمسائے چپکے سے آکر حمیدہ کو کھانا وغیرہ دے جاتے تھے اور بہت محبت کرتے تھے۔ حامد کو اسکا حال معلوم نہ تھا ورنہ اسکو رنج ہوتا صرف حمیدہ اور ہمسائے اس راز سے واقف تھے۔

وطن کی خبریں

نوٹ :- اعزہ احباب اور سب اہل وطن سے جو باہر ہیں خواہ وطن میں گذارش ہے کہ اپنے یہاں کی قابل اندراج خبریں اور اطلاعات دفتر میں روانہ کرکے مشکور کرتے رہیں۔ - اڈیٹر

موسم :- ۲۸ر جولائی ۳۶ء کو جو بارش ہوئی تھی اُسکا سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔ اور پانچ چھ روز کافی پانی برسا۔ موسم خوشگوار ہے۔ آسمان پر عموماً ابر محیط رہتا ہے اور ہر وقت بارش ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ دو تین روز سے پھر گرمی ہو گئی ہے۔

آب و ہوا :- ملیریا کی شکایت ابھی سنی جاتی ہے۔ برساتی پھنسیاں بھی لوگوں کے نکل رہی ہیں اور اکثر لوگوں کے خارشت میں مبتلا ہونے کی بھی اطلاعات ملی ہیں۔

عرس :- حضرت شاہ کرامت علی قلندرؒ کا عرس ۴ر جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ کو حسب معمول ہوا۔ شام کو فاتحہ خوانی ہوئی اور تبرک میں پلاؤ تقسیم کیا گیا۔ اور ۵ر جمادی الثانی کو اہل محلہ نے حضرت شاہ صبغت اللہؒ کا عرس کیا اور دھوم دھام سے گاگر اُٹھائی گئی جسمیں لوگوں کا کافی اجتماع تھا۔ اور تبرک میں پلاؤ اور روٹی و دال تقسیم ہوئی۔ میلہ بہت پھیکا رہا۔

صحت و سکون :- (۱) جناب مولانا شاہ تقی حیدر قلندر شدید بخار و پیچش میں مبتلا ہو گئے تھے۔ بھوپالی وید کے علاج سے فائدہ نہیں ہوا۔ حکیم مرزا عبدالشکور نے نسخہ تجویز کیا اس سے فائدہ ہوا۔ اب بفضلہ پیچش و بخار کی شکایت نہیں ہے البتہ ابھی ضعف بہت ہے۔ خداوند کریم بالکل صحیح و تندرست فرمائے۔

(۲) مولوی حامد حسن علوی (شیخ سعدی محلہ) کا ضعف بتدریج کم ہو رہا ہے اور قوت عود کرنے کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ جلد صحت کلی عطا فرمائے۔

(۳) بیگم مولوی اسلام الدین علوی (مولوی محلہ) کو اس درمیان میں ملیریا بخار آگیا تھا۔ کئی دن بخار کی تکلیف رہی اب بفضلہ حرارت وغیرہ نہیں ہے اور معدہ کی شکایت میں بھی یونانی علاج سے فائدہ ہے۔

(۴) منشی عرفان حسین پیشکار اجلاس آنریری اسسٹنٹ کلکٹر صاحب کے پیر میں شدید موچ آگئی تھی۔ پیر متورم ہو گیا تھا کئی دن سخت تکلیف رہی اب اچھے ہیں۔

(۵) قاضی انتظار علی خاں صاحب عباسی کی صحت بفضلہ رو بہ ترقی ہے اور نقاہت بتدریج دفع ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر معالج نے اب مقویات استعمال کرنے کی ہدایت کی ہے۔

(۶) منشی زکی علی علوی (تیجیہ ٹولہ) جنکے پیر میں عرصہ سے شکایت تھی گذشتہ ماہ جون میں ڈاکٹر حکیم احمد علوی، سول سرجن کے پاس جونپور گئے تھے جنھوں نے بیہوش کرکے دو جگہ اپریشن کیا تھا۔ اطلاع ملی ہے کہ اب دونوں زخم پُر ہو گئے ہیں اور بفضلہ تعالیٰ منشی زکی علی نے کچھ چلنا بھی شروع کر دیا ہے۔ خداوند کریم ان کی اس دیرینہ شکایت کو بالکل دفع فرما کر صحیح و تندرست فرمائے۔

علالتیں :- (۱) منشی کاظم رضا (کوٹھی ٹولہ) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ حیدر آباد میں ٹائیفائڈ بخار میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ دو ہفتہ ہو چکے ہیں ابھی بخار میں خفت نہیں ہوئی ہے۔ اللہ تعالےٰ رحم فرمائے اور جلد شفائے کلی عطا فرمائے۔

(۲) منشی محمد نسیم علوی (گڑھی) کے صاحبزادہ محمد عظیم سلمہ کے سینہ پر پھوڑا نکل آیا تھا جس میں اپریشن کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ اپریشن کامیاب ہوا۔ زخم کی حالت اچھی ہے۔ باری تعالےٰ بچہ کو جلد صحیح و تندرست فرمائے

(۳) مولوی ناصر محسن علوی (اول ٹولہ) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ اوائل جولائی میں اٹاوہ اسلامیہ اسکول میں پڑھنے کے لئے گئے تھے۔ بکثرت پھنسیاں نکل آنے کی وجہ سے واپس آئے ہیں۔ ایک ٹانگ پھنسیوں سے لدی ہوئی ہے۔ خداوند کریم انکی تکلیف کو جلد دفع فرمائے۔

(۴) بیرہ قاضی احترام علیخاں مرحوم کے ہاتھ میں ایک معمولی پھنسی نکل آئی تھی جس نے قدرے طول کھینچا۔ بغرض علاج لکھنؤ گئی ہیں۔ طبیب معالج نے اخراج خون تجویز کیا ہے اللہ تعالیٰ ان کی تکلیف و شکایت کو جلد دفع فرمائے۔

(۵) بیگم حاجی مولوی محمد حسن علوی (شیخ سعدی محلہ) کے متعلق سنا گیا ہے کہ گر پڑنے سے پسلی میں شدید چوٹ آگئی جس سے انکو اذیت رہی۔ اللہ تعالیٰ تکالیف جلد دفع فرمائے۔

متفرقات:- (۱) آگرہ کی ایک تحریر سے یہ دریافت کر کے خوشی ہوئی کہ خانصاحب حاجی انعام علی عباسی انجینیر ڈسٹرکٹ بورڈ کو منجملہ دیگر عہدہ داران کے کارونیشن مڈل مجسن کارگذاری کمشنر صاحب قسمت آگرہ نے عطا کیا ہے۔

(۲) اکزیکیٹو افسر پورٹ حج کمیٹی بمبئی نے صوبہ جاتی حج کمیٹیوں کو اطلاع دی ہے کہ "اب تک جہازران کمپنیاں حاجیوں سے بحری واپسی ٹکٹ کے ساتھ اور یہ ایک طرف کے کرایہ کے ساتھ جدہ میں جہاز سے خشکی تک اسباب لے جانے اور لے آنے کے لیے وصول کرتی تھیں۔ اب گورنمنٹ آف انڈیا نے آئندہ حج کے زمانہ میں مذکورہ طریقہ انتظام کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور حاجیوں کو جدہ میں اپنے سامان وغیرہ کو جہاز سے اُتروا کر کنارے خشکی پر لانے اور لیجانے کا انتظام بطور خود کرنا ہوگا۔

(۳) معلوم ہوا ہے کہ مولوی نظام الدین حیدر عباسی ڈائرکٹر محکمہ زراعت ریاست حیدرآباد (دکن) ۲۹ر جولائی سنہ ۴۹ء سے بمبئی کاٹن کمیٹی میں منجانب ریاست شرکت کیلئے گئے ہوئے تھے۔ غالباً ۸ر اگست سنہ ۴۹ء کو اپنے مستقر (حیدرآباد) پر واپس آگئے ہونگے۔

انتقال:- منشی یوسف حسن صاحب (کوٹھی تلہ) جن کو شدید اسہال کی شکایت ہونے کی اطلاع قبل ازیں دی جا چکی ہے۔ ۲۰ر اگست سنہ ۴۹ء بروز پنجشنبہ ۵ بجے صبح کو انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت نیک اور خاموش تھے اور مرنجاں مرنج زندگی بسر کرتے تھے۔ باوجود خلقی کمزوری اور رعشہ کے مرض میں مبتلا ہونے کے تکیہ شریف کی حاضری اور اعزہ کے یہاں تقریبات وغیرہ میں شرکت ضرور کرتے تھے اب عرصہ سے بہت معذور ہو گئے تھے۔ تقریباً ۸۰ سال کی عمر پائی۔

بچوں کیلئے عقلمندی کی باتیں

(از میر نذر علی صاحب درد کاکوروی)

(۱) چار آدمیوں سے چار باتوں کی امید نہ رکھو:-

(۱) دشمن سے فلاح کی (۲) منصف حاکم سے رعایت کی
(۳) راشی حاکم سے انصاف کی (۴) شوخ چشم عورت سے وفا کی

(۲) چار چیزیں چار باتوں سے حاصل ہوتی ہیں:-

(۱) عجلت سے ندامت (۲) تماش بینی سے رسوائی
(۳) توقف سے مراد (۴) سخاوت سے پارسائی

(۳) چار آدمی چار شخص کی قدر نہیں کرتے:-

(۱) عابد لوگ بادشاہ کی (۲) امیر غریب رشتہ دار کی
(۳) ساہوکار قرضدار کی (۴) بدچلن مرد اپنی بیوی کی

(۴) چار باتیں چار چیزوں سے نہیں آتیں:-

(۱) خضاب سے جوانی (۲) تمنا سے تونگری
(۳) حکومت سے شرافت (۴) عیاشی سے لیاقت

(۵) چار باتوں سے اکثر نقصان ہوتا ہے:-

(۱) آپس کی رنجش سے (۲) کمسنی کی شادی سے
(۳) رعیت کی خاموشی سے (۴) تنہا سفر کرنے سے

(۶) چار آدمیوں کی محبت قابل اطمینان نہیں:-

(۱) بدچلن عورت کی (۲) کمسن کی
(۳) بیوقوف کی (۴) محتاج کی

(۷) چار آدمی چار آدمیوں کے بلا وجہ دشمن ہو جاتے ہیں:-

(۱) چور ملازم اپنے آقا کا (۲) جاہل باعلم کا
(۳) راشی حاکم مالدار کا (۴) بے ایمان دیانتدار کا

یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ میں باہتمام سید توسل حسین پرنٹر طبع کر کے دفتر کاکوری اخبار مولوی محلہ (لال علی) کاکوری سے سید محمد بشیر الدین نے شائع کیا۔